بیدار ہو رہا ہے۔ مگر اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل انسانی حقوق (جس میں مزدوروں کے حقوق بھی شامل ہیں) کا جو درس دیا ہے' آج کی سسکتی ہوئی انسانیت کو سہارا دینے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ اور طبقہ مذکورہ کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ تاکہ نتیجتاً نہ صرف طبقہ مزدور' معاشی تحفظ حاصل کر سکے بلکہ اس سلامیت کے طفیل معاشرہ اجتماعی طور پر اخوت اور بھائی چارے اور امن وسلامتی کا منظر پیش کر سکے۔

اسلامی حقوق کی وسعت:

شاید کوئی باشعور شخص اس امر کا انکار نہ کر سکے کہ جو ہمہ جہتی' جامعیت اور وسعت اسلام کی تعلیمات میں نظر آتی ہے۔ دنیا کا کوئی نظام اور مذہب اسکے پاسنگ میں پیش نہیں کر سکتا۔ اسلام جس معاملے میں بھی اپنا نظام پیش کرتا ہے اسکے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھ کر اپنی رائے دیتا ہے۔ والدین کے ساتھ بچوں کے حقوق بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ حیوانات اور جمادات تک کہ حقوق کو اس طرح تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے کہ کسی شبہ کی گنجائش تک باقی نہیں رہی۔

چنانچہ اسلام کی اس ہمہ جہت تعلیم کی افادیت کو دیگر مذاہب کے حاملین نے بھی تسلیم کیا ہے۔

جیسا کہ جارج برنارڈ نے اپنی معروف کتاب (Islam-The-Geniuneu) میں لکھتا ہے کہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس کے اصول میں تمام عالم دنیا کے حقوق کی رعایت رکھی گئی ہے۔

مزدوروں کے حقوق اور جبری مشقت کی ممانعت:

دنیا کی تعمیر اور ترقی یافتہ ممالک کی مضبوط معیشت ہو یا ترقی پذیر یا نسبتاً کم ترقی ممالک کے اقتصادی امور ان سب کے پیچھے جس طبقے کی محنت اور جانفشانی کارفرما ہے' وہ مزدور طبقہ ہے' مزدور کی اہمیت کسی معاشرے اور طبقے سے مخفی نہیں۔ اور اسلامی معاشرہ تو قدم قدم پر مزدور کے حقوق کی بجا آوری کا اعلان کرتا ہے۔ اور ہر ایک کو مزدوری او رمحنت سے روزی کمانے کی تلقین کرتا ہے۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے پہلے انبیاء علیھم السلام والتسلیمات اور حضور اکرم ﷺ نے خود بھی محنت ومزدوری کے نمونے قائم کر دیئے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دستکاری سیکھی اور کشتی نوح تیار کی۔

اور نبی اکرم ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرانے کا فریضہ انجام دیا۔ اور ساتھ ساتھ حضور اکرم ﷺ نے مزدور کے حقوق کے بارے میں تلقین کی اور فرمایا کہ اعطوا الاجیر قبل ان یجف عرقہ " (بحوالہ مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: "مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے قبل ہی مزدوری دیا کرو"

اور حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے انصر اخاک ظالماً او مظلوماً فقیل کیف ننصرہ ظالماً فقال منعک ایاہ من الظلم نصرۃ لہ (رواہ الشیخان) (بقیہ صفحہ نمبر ۵۵ پر)

یادرفتگان: مولانا عرفان الحق اظہار حقانی

استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ

حضرت مولانا اُسید اللہ رحمۃ اللہ علیہ

سابق استاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اس دنیائے فانی میں جو بھی آیا ہے اسے ایک دن جانا ضرور ہے۔

اگر دنیا بکس پائندہ بودے ابوالقاسم محمد (ﷺ) زندہ بودے

شیخ الحدیث حضرت مولانا اسید اللہ قدس سرہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی سنت پوری کرتے ہوئے ۲۵ مارچ ۲۰۰۹ء بروز بدھ بمطابق ۲۸ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ کو ۶۳ برس کی عمر میں دنیا سے منہ موڑ کر راہی دارِ آخرت ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔موصوف دارالعلوم حقانیہ کے قدیم استاد اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ دامت برکاتہم کے چھوٹے بھائی تھے۔آپ گزشتہ ایک سال سے جگر کے سرطان میں مبتلا تھے۔تاہم اس موذی مرض میں مبتلا ہونے کے باوجود آپ کے چہرے کی رونق' تازگی اور معمولات میں کسی قسم کا فرق محسوس نہیں کیا گیا۔اللہ والوں کی پہچان بھی یہی ہے کہ وہ موت اور اس کے اسباب سے گھبراتے نہیں بلکہ ہر آنے والی تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے حدیث رسول ﷺ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب (موت اپنے محبوب تک پہنچنے کے لئے ایک پل ہے) پر پختہ اعتقاد کئے ہوئے ہوتے ہیں۔حضرت بلالؓ صحابی رسولؐ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ آخری وقت میں ان کے اپنے رشتہ دار اور پرائے پاس بیٹھے رو رہے تھے' تو آپؓ نے فرمایا کہ کیوں روتے ہو؟ ہنسو' خوشی مناؤ' غم مت کرو۔ میں تو اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ؐ اور ساتھیوں سے ملنے والا ہوں۔ غداً القیٰ الاحبۃ محمداً و حزبہ اسی قسم کی کیفیت مولانا اسید اللہؒ کی بھی تھی۔

قال اللہ اور قال الرسول ﷺ سے بھرپور زندگی کی قبولیت کا مظہر: آپ نے دارالعلوم حقانیہ میں ۱۲ برس تک تدریسی خدمات سرانجام دیئے۔اس دوران جامع مسجد حقانیہ میں طلباء اور عوام کیلئے بعد از نماز عصر تفسیر قرآن کا درس دینا آپ کا معمول رہا۔تبلیغی جماعت سے وابستگی اور لوگوں کو دین کی طرف رغبت دلانے میں بھی ایک طویل عرصہ سے مصروف عمل رہے۔ساری زندگی قال اللہ اور قال الرسول ﷺ میں صرف کی اور اسکی قبولیت کا مظہر آپ کا وہ تاریخی جنازہ تھا جس میں صوبہ سرحد کے جنوبی' وسطی اور شمالی اضلاع سے بلا مبالغہ ہزاروں علماء' محدثین' مفسرین' مبلغین' مشائخ' مقررین اور عوام وخواص نے شرکت کی۔آپؒ نہ تو آبائی طور پر کوہاٹ سے تعلق رکھتے تھے اور نہ وہاں کوئی ظاہری رشتہ ناطہ تھا یعنی کوہاٹ میں آپ غریب الدیار تھے۔باوجود اسکے کالاڈھاکہ سے تعلق رکھنے والے اس عظیم عالم

دین کا اس دنیا سے رخصت ہونے کا منظر قابل دید تھا۔ جس نے یہ ثابت کردیا کہ اہل اللہ اور علماء لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں ان للہ ما اخذ وما اعطیٰ فلنصبر ولنحتسب اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ

اخلاق وصفات عالیہ: آپؒ معتدل اور ٹھنڈے مزاج کے مالک تھے۔ اکابرو اسلاف کی طرح سادہ لباس، سادہ رہن سہن اور کفایت شعاری کا نمونہ تھے۔ فیاض لم یزل نے آپ کو زہد و تقویٰ، علم و عمل اور تواضع جیسی صفات عالیہ اور اخلاق حسنہ سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔

احقر نے مادر علمی حقانیہ کے اساتذہ کی تاریخ مرتب کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کو بھی احوال وکوائف لکھنے کے لئے سوالنامہ دیا جس پر آپ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شفقت و محبت کے ساتھ داد دی۔ تاہم اپنی گوناگوں علمی و دینی تبلیغی و تدریسی مصروفیات کی بدولت جواب لکھنے سے قاصر رہے۔ وصال سے دو تین ماہ قبل احقر نے آپ کی عیادت کیلئے ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے بعض احوال وکوائف ان سے زبانی قلمبند کئے۔ جو ذیل میں پیش قارئین ہیں:

نام ونسب: مولانا اسید اللہ بن مختار اللہ بن آزاد ولی۔ آپکے پردادا ''ملا کاکا'' کے نام سے علاقے کے مشہور بزرگ تھے

پیدائش: اندازاً ۱۹۴۷ء میں آزاد قبائل کالا ڈھاکہ کے موضع بل کوٹ میں پیدا ہوئے۔

قومیت: نصرت خیل

شکل وشباہت: سرخ وسفید نورانی چہرہ۔ موٹی موٹی آنکھیں۔ کالی اور سفید خوبصورت ملی جلی داڑھی۔ سر پر عمامہ مسکراتا چہرہ، درمیانہ قد، متواضعانہ چال۔

ابتدائی تعلیم: آپ نے ابتدائی کتابیں کافیہ تک اپنے برادر بزرگ شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ صاحب سے پڑھیں۔

اعلیٰ تعلیم: منطق وحکمت میں مولانا رشید احمدؒ، علم معانی واصول میں مولانا لطف اللہؒ سے مارتونگ میں کسب فیض کیا۔

فراغت: ۱۹۶۹ء میں مولانا خان بہادر مارتونگ باباؒ سے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔

تدریس: تدریس کی ابتدا اپنی مادر علمی مظاہر العلوم مارتونگ میں کی۔ پانچ سال تک وہاں پڑھانے کے بعد زرگری کے مشہور مدرسہ میں تین سال پڑھایا۔ اسکے بعد جامعہ وانا وزیرستان میں چار سال تک علمی روشنی بکھیرتے رہے۔

دارالعلوم حقانیہ میں تقرری: شوال ۱۳۹۸ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں ۵۵۰ روپیہ مشاہرہ کے ساتھ تقرر عمل میں آیا۔ رمضان ۱۴۰۹ھ تک یہیں خدمات انجام دیتے رہے۔ حقانیہ سے جاتے وقت ۱۵۸۰ روپیہ مشاہرہ وصول کرتے تھے۔ (ان معمولی مشاہروں کے ذکر سے ان فنافی اللہ لوگوں کی قناعت کے وصف کو ظاہر کرنا مقصود ہے)

دوران درس شرح جامی، کافیہ، حمد اللہ، شرح عقائد، ہدایہ شفعہ اور موطائین پڑھاتے تھے۔ اس کے بعد تعلیم القرآن راولپنڈی اور تعلیم القرآن کوہاٹ میں بھی درس وتدریس کی خدمات انجام دیں۔ آخری ایام میں موخر الذکر مدرسے میں بخاری شریف، ابوداؤد، بیضاوی اور توضیح وتلویح پڑھانے میں مصروف رہے۔

درس وتفسیر قرآن: فراغت کے بعد سے لے کر وفات تک مسلسل قرآن کریم کے درس وتفسیر کا سلسلہ جاری رکھا۔اس دوران طلباء وعلماء، مبلغین اور عوام وخواص کے سامنے ۳۴ مرتبہ قرآن کریم کی تفسیر کی تکمیل کی۔

تلامذہ: مشاہیر تلامذہ میں مولانا گل نصیب خان، مولانا خواجہ عبدالماجد، مولانا محمد امین دوست، مولانا امان اللہ حقانی، مولانا حامد الحق اور مولانا عبدالبصیر شاہ شامل ہیں۔

اولاد: چھ بیٹے ہیں جو سب کے سب بحمداللہ حفاظ ہیں۔جن کے نام یہ ہیں۔مولانا وحید اللہ، مولانا ثناء اللہ، مولانا تقی اللہ، حافظ صفی اللہ، حافظ سلیم اللہ، حافظ رضوان اللہ اور تین بچیاں ہیں۔

تصنیف وتالیف: تصنیفات میں سلّم العلوم کی شرح رشد العلوم، ہدیۃ الملکوت شرح مسلم الثبوت اور تفسیر قرآن بنام رشید القرآن جو کہ تیرہ پاروں تک ہوسکا شامل ہیں۔

اسفار: ۱۹۹۱ء میں حج بیت اللہ شریف اور اسکے بعد ایک دفعہ عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

تبلیغی جماعت سے وابستگی: ۱۹۷۲ء کو آپ تبلیغی جماعت سے وابستہ ہوئے اور آپکی سعی سے ہزاروں لوگ اس دینی جدوجہد کی راہ میں نکلے۔بقول آپکے ایک دفعہ سال لگانے کا ارادہ کیا۔رائیونڈ پہنچے تو حاجی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم امیر جماعت التبلیغ نے فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے تحریری اجازت لائیں تو تب ہی آپ کی تشکیل کی جائیگی۔تقریباً ۳۷ برس سے آپ کا ہر سال تبلیغی جماعت میں چلہ لگانے کا معمول رہا۔

دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں بشارت منامی: سچے خواب اور مبشرات نبوت کا چھیالیسواں (۴۶) حصہ ہے اور جس خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہو اسکا کیا کہنا۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ **من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لایتمثل بی** ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا کہ فی الواقعہ مجھے ہی دیکھا۔اس لئے کہ شیطان کو میری شکل وصورت بنانے کی طاقت نہیں ہے۔'' آئندہ پیش کئے جانے والے دو خوابوں میں اگر ایک طرف رسول اقدس ﷺ کی شفقت ومحبت وتوجہات کا مظہر حقانیہ معلوم ہوتا ہے تو دوسری طرف خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنے والے استاد محترم مولانا اسید اللہؒ کی عظمت وسعادت بھی ظاہر ہوتی ہے۔مولانا اُسید اللہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کے زمانہ میں خواب دیکھا کہ 'روسی ٹینک اور فوجیں دارالعلوم حقانیہ پر حملہ آور ہیں مسجد کی جانب شمال میں طلباء دورۂ حدیث کے کمرے ان کا ہدف ہیں۔انکو گرانا اور یہاں تباہی کا آغاز کرنا چاہتے ہیں۔مولانا صاحب خواب میں روسی دشمن کے یہ ناپاک اور بدترین عزائم اور خطرناک صورتحال دیکھ کر پریشان ہوجاتے ہیں۔اسی اضطراب اور پریشانی میں اچانک دارالعلوم کی مسجد کے صحن میں انہیں جناب حضور اقدس ﷺ کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوجاتا ہے۔بے تابانہ انداز میں حضور ﷺ کی خدمت میں جاکر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ یہاں کیسے تشریف لائے۔حضور ﷺ نے فرمایا: دیکھئے یہ منظر آپ کے سامنے ہے میں دارالعلوم کی حفاظت اور دفاع کرنے آیا ہوں۔'' کہاں ہم اور کہاں یہ نکہت گل نسیم سحر یہ تیری مہربانی ہے